پروفیسر عبدالعظیم جانباز (سیالکوٹ)

دینی مدارس:
عصری معنویت اور جدید تقاضے

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ اِسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ دین اور دنیا کی رگیں اسی سے پھوٹتی ہیں لیکن اس بات کا بھی قطعی طور پر انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس تیز ترین زمانے میں موجودہ دور کی جدت کو بھانپنے اور عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے جدید علوم سے استفادہ کی ضرورت نہیں۔ اِسلام کے ابتدائی دور میں مسجد اور مدرسہ مسلمانوں کی زندگی کے ہر پہلو کے اعتبار سے محور و مرکز تھی۔ انہی مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے بہترین قاضی و منصف بھی تھے، سائنسدان، کیمیادان، ریاضی دان، ماہرین فلکیات، ماہرین حرب وضرب اور بہترین سپہ سالار بھی انہی مدارس سے نکلے تھے۔ یہ وہی دور تھا جب دین اور دنیا کا اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں کوئی جداگانہ تصور نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جدید علوم، سائنس کے میدانوں، میدان جنگ اور کارزارحیات کے ہر شعبے پر عالمی سطح پر دینی مدارس سے نکلنے والے مسلمان علم و ہنر اور قول وفعل کا رول ماڈل بن کر حکمرانی کر رہے تھے۔ برصغیر میں مسلمانوں کا سوسالہ دور اِقتدار بھی شاہد ہے کہ مسلمان ہر میدان کے ماہر تھے۔ قدیم اِسلامی تعلیمی اداروں کی روایت بتاتی ہے کہ دینی علوم کی تعلیم کے ساتھ ساتھ وقت کے تقاضوں کے مطابق عصری علوم کو بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا۔

اِبتدائے اِسلام سے لیکر آج تک اِسلامی تعلیم کیساتھ ساتھ عصری علوم کو حاصل کرنے کی تہذیب مسلمانوں میں برابر موجود رہی ہے۔ سائنسی تاریخ کی طرف نظر دوڑائی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ تخلیق سائنس اُندلس کے مسلمان شاہکاروں کا کرشمہ ہے۔ مسلمانوں کے نظام تعلیم نے اُمت کو جہاں مفسرین، محدثین اور فقہائے دین دیئے ہیں وہیں تاریخ، ہندسہ، فلکیات اور جغرافیہ کی جدید راہوں کی طرف رہنمائی کرنے والے سائنس دان بھی دیئے جن کے افکار ونظریات پوری دنیا میں مسلم ہیں ان سے انحراف ممکن نہیں۔

انگریزوں کی برصغیر آمد سے قبل مدارس میں دینی و دنیاوی کوئی تفریق نہیں تھی مگر انگریز کے برصغیر پاک و ہند پر قبضے کے بعد علماء کے ایک طبقے نے دین کو بچانے کے نام پر دینی مدارس کا الگ سلسلہ شروع کیا تو دوسری طرف دنیاوی اور جدید تعلیم کے نام پر سرسید احمد خان کی تعلیمی تحریک کا رنگ جداگانہ تھا۔ اس طرح پہلے دفعہ اسلام جو کہ دین ہے اور ہر زندگی کے ہر پہلو اور معاملے کا احاطہ کرتا ہے۔ اسی اسلام کے ماننے والوں نے بطور مسلمان قوم آپس میں دینی اور دنیاوی مدرسوں اور تعلیمی اداروں کی تفریق اور تقسیم ڈال دی جس

کا خاتمہ مسلمانوں کی کھوئی ہوئی میراث حاصل کرنے کیلئے بہت ضروری ہے۔

اس ضمن میں وفاقی وزارت تعلیم نے نئی تعلیمی پالیسی میں مذہبی مدارس کے طالب علموں کو دینی تعلیم کیساتھ ساتھ دنیاوی علوم کیلئے اہم اقدامات تجویز کئے ہیں جس کے مطابق ابتدائی طور پر پانچ سال کے لئے صوبوں کو مدارس میں ریاضی اور سائنسی مضامین انگریزی، اردو اور علاقائی زبان میں پڑھانے کی اجازت ہوگی۔ یہ تجاویز خوش آئند ہیں اس سے دینی تعلیم حاصل کرنے والے طالبعلم باآسانی قومی دھارے میں آسکیں گے۔

پچھلے کچھ عرصے سے پاکستان میں موجود مدارس اور مساجد پر دہشت گردی کی چھاپ لگانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ عام خیال یہی کیا جاتا ہے کہ ان مدارس میں پڑھنے اور پڑھانے والے دونوں دہشت گردی کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کررہے ہیں۔ اس طرح اسلام دشمن عناصر کا ایک بڑا اہم مقصد یہ ہے کہ مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو دہشت گرد قرار دے کر نوجوان نسل کو مذہبی تعلیم سے متنفر کیا جاسکے تاکہ نوجوان اپنے مذہب سے دور ہوکر مغربی تہذیب کو اپنائیں۔ جدید سائنسی تعلیم کی عدم دستیابی کی وجہ سے مدارس میں پڑھنے والے طالب علم دنیا کے جدید تعلیمی تقاضوں سے بہت پیچھے رہ جاتے ہیں اور حکومتی وسرکاری مناصب ان کی پہنچ سے بہت دور ہوتے ہیں۔ مدارس سے فراغت کے بعد کسی اچھے شعبے میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے انہیں بہت محنت کرنی پڑتی ہے۔ دہشت گردی جیسے مسائل سے نمٹنے کے لئے وقت کی اہم ضرورت ہے کہ مدارس میں زیر تعلیم طالب علم جدید تعلیم سے آراستہ ہوکر جدید دور کے تقاضوں پر پورا تریں اور پاکستان کی ترقی میں اہم کردار ادا کریں۔

پاکستان میں بسنے والے بہت سے افراد معاشی طور پر خوشحال نہیں ہیں۔ غربت کے ہاتھوں تنگ آکر اپنے بچوں کو مدارس میں تعلیم دلوانے پر مجبور ہیں۔ مدارس میں مفت تعلیم اور رہائش کے باعث بہت سے والدین ترجیح دیتے ہیں کہ ان کے بچے مدارس میں تعلیم حاصل کریں کیونکہ وہاں مذہبی تعلیم کے حصول کے ساتھ ساتھ ان کی بنیادی ضروریات بھی بآسانی پوری ہوتی ہیں۔

پچھلے کچھ عرصے سے پنجاب میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی کے باعث یہاں موجود مدارس اور مساجد کو شک کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔ اسلام دشمن عناصر ان مدارس کو اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ پاکستان کے مدارس کا نصاب بھی جدید تقاضوں کے مطابق نہیں۔ اس نصاب کی بنیاد پر ان مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو اسلام کی بجائے مسالک اور فروعی تعلیمات اس انداز سے دی جاتی ہیں کہ ان کے ذہن میں شدت پسندی اور انتہاء پسندی سما جاتی ہے۔ ان کی ذہنی کیفیت سے فائدہ اٹھا کر انہیں اسلام اور وطن عزیز کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ پورے ملک میں موجود تمام مدارس کی نگرانی کے ساتھ ساتھ ان مدارس کے نصاب پر بھی خصوصی توجہ دینی چاہیئے تاکہ ملک دشمن عناصر ان مدارس کو

اپنے ناپاک ارادوں کے لئے استعمال نہ کرسکیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ جدید تعلیم کے حصول سے اپنی بدحالی کو خوشحالی میں تبدیل کیا ہے۔ بنگلہ دیش میں بھی وزارت تعلیم نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام مذہبی مدارس میں انگریزی اور جدید سائنسی تعلیم فراہم کی جائے گی تاکہ تمام طالب علموں کو جدید تعلیم سے ہمکنار کیا جاسکے۔ نا صرف بنگلہ دیش بلکہ پوری دنیا میں موجود مدارس میں دینی تعلیم کے ساتھ سائنسی تعلیم کی فراہم ناگزیر ہے تاکہ تمام مسلمان جدید تعلیم حاصل کر کے ترقی یافتہ ممالک کے شانہ بشانہ چل سکیں۔ موجودہ معاشی، لسانی، مذہبی اور اقتصادی بدحالی کی بحالی کا راز صرف اس چیز پر منحصر ہے کہ مسلمان اپنی مذہبی تعلیم کیساتھ ساتھ سائنسی اور جدید تعلیم سے بہرا مند ہوکر ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں اور اپنے اوپر لگنے والے دہشتگردی کے الزام کو غلط ثابت کردیں۔

موجودہ دور وطن عزیز کا انتہائی ناقص اور بدامنی کا دور ہے ان سنگین حالات میں پیارے وطن کو ایسے افراد کی ضرورت ہے جو وطن کی نظریاتی حدود کے محافظ ہوں اگر دیانت دار نگاہ سے دیکھا جائے تو نظریں علمائے کرام پر ہی جاکر رک جاتی ہیں۔لہٰذا وطن عزیز کے انتظام و انصرام کیلئے علماء کی ضرورت ہے اب علماء اور امورِ سلطنت کے درمیان تھوڑی سی خلیج حائل ہے اور وہ عصری علوم ہیں۔ مسلمانوں کیساتھ ساتھ عصری علوم کی بھی ایک تاریخ ہے جس میں مسلمان ہر دور میں جدید تقاضوں کے مطابق ہم آہنگ رہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا شمار دنیا کی ترقی یافتہ اور مہذب اقوام میں ہو، اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں مسلمانوں کی امامت کا سکہ چلے،اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں مسلمانوں کی کتاب قرآن مجید کے مطابق فیصلے ہوں تو اس کا واحد حل یہی ہے کہ قدرت کے اُصول تسخیر کائنات کو نصاب تعلیم کا حصہ بنایا جائے تاکہ قوم کے ذہنوں کو تحقیق کی طرف مائل کیا جائے۔ اگر ہم نے حقیقت کو پانا ہے تو ہمیں غیر حقیقی ،افسانوی اور فروعی نظریات کی نفی کرنا ہوگی اور یہ ایک چیلنج سمجھا جائے۔ جس دن پاکستانی قوم مذہبی و سیاسی مجاور پیدا کرنا بند کردے گی اس دن سے موجد بھی پیدا ہونا شروع ہوجائیں گے۔ اسلئے عصری علوم سے اپنے آپ کو الگ رکھنا دین اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ کے مزاج کے خلاف ہے،خاص کر ایسے دور میں جب کائنات گلوبل ویلیج کا حلیہ پیش کررہی ہے چیلنجز نے ہماری زمینی ہی نہیں بلکہ نظریاتی حدود کو بھی عبور کرلیا ہے۔لہٰذا اب وقت کا شدید تقاضا ہے کہ علمائے کرام عصری علوم سے رسائی حاصل کر کے وطن عزیز کو استحکام بخشنے کے لئے پاک سرزمین کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیں کیوں کہ مسجد کی امامت کے ساتھ ساتھ ملک وملت کی امامت کا فریضہ بھی ادا کرنا ضروری ہے۔ جو ملک وملت کی سالمیت کا ضامن ہے۔